فيكمْ أمرينِ لن تضلوا ما تمسكتم بهما: كتابُ اللهِ وسنّتي ، ولن يتفرّقا حتى يردا علي الحوضَ"[موطا] "میں نے تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ دی ہیں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہیں ہرگز گمراہ نہ ہوں گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک میرے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں گے۔"

فتنہ انکارِ سنت: صحابہ کرام ﷡ کے آخری دور میں خوارج اور معتزلہ نے شکوک وشبہات پھیلانے شروع کر دیے۔ عمران بن حصین ﷛ کی مجلس میں ایک شخص نے آ کر کہا: آپ ہمیں قرآن کے سوا کچھ بیان نہ کریں۔ آپ ﷛ نے اسے قریب بلایا: ادنُ یا أحمقُ اور اسے سمجھایا: "أرأیتَ لو وکلتَ أنتَ وأصحابُکَ إلى القرآنِ أ کنتَ تجدُ فیهِ الظهرَ أربعًا والمغربَ ثلاثًا والفجرَ رکعتینِ وتقرأ في اثنتینِ؟ هل تجد فیه الطواف سبعًا؟ أي قوم! خذوا عنّا، فإنکم إن لم تفعلوا لتضِلُّنَّ." [الكفاية في علم الرواية ۱/۶۵، المطالب العالية لابن حجرؒ، اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للبوصيريؒ] "دیکھیے! اگر تجھے اور تمہارے ہم خیال لوگوں کو صرف قرآن کے حوالے کر دیا جائے تو کیا تمہیں اس میں ظہر کی نماز چار رکعات، مغرب کی تین اور فجر کی دو رکعتیں ملتی ہیں؟ اور تو دو رکعتوں میں (سورہ فاتحہ کے علاوہ) قراءت پڑھے؟ کیا تجھے طوافِ کعبہ کے سات چکر ملتے ہیں؟ لوگو! ہم سے (احادیثِ نبویہ بھی) سیکھ لو۔ یقیناً اگر تم ایسا نہ کریں تو ضرور بضرور گمراہ ہوں گے۔"

مستشرقین نے ہر معقول اور نامعقول طریقے سے شکوک وشبہات بڑھانے کی کوششیں کیں۔ اہل بدعت بھی ﴿تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ [البقرة ۱۱۸] کے مصداق ان کے معاون بنے۔ غرض ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ﴾[آل عمران] کا عملی ثبوت ان کے عقائد ونظریات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ عقائد ونظریات اور اعمال واستدلال میں اس کجروی کے انجام بد سے یوں متنبہ فرماتے ہیں: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [النور ۶۳] "پس اس (رسول ﷺ) کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کو بچنا چاہیے کہ ان پر کوئی فتنہ برپا نہ ہو یا وہ دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہوں۔" متشابہات میں اہل سنت واضح نصوصِ شریعت کی روشنی میں احکام لیتے اور استدلال کرتے ہیں۔

اخوت اسلامی قسط: ۲٦

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل طبقہ

ابوعبداللہ

شہید محراب، امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ

فتوحات کی وسعت پر ایک اجمالی نظر:

آپؓ کے عہد زریں میں ممالک اسلامیہ محروسہ کا کل رقبہ 2251030 مربع میل تھا۔ بعض مؤرخین نے 2511665 مربع میل بھی بتایا ہے۔ گویا روزانہ 351 مربع میل کا رقبہ اسلامی حکومت میں شامل ہوتا جاتا تھا۔ آپؓ کی خلافت راشدہ میں شامل صوبے اور تحصیلیں آج درج ذیل ممالک اسلامیہ پر مشتمل ہیں: سعودیہ عربیہ، شام، مصر، جزیرہ، عراق عرب وعجم، آرمینیہ، آذربائیجان، ایران، لیبیا، فلسطین، لبنان، افغانستان، عمان، اردن، قطر، متحدہ عرب امارات، یمن، مکران وبلوچستان، ترکیا، تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان، کویت، بحرین اور سوڈان۔

[مثالی مجلّہ شمارہ نمبر ۴۸۷]

نظام حکومت: آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم عناصر یہ تھے:

- **مجلس شوریٰ:** اس کے ممبران مہاجرین وانصار میں سے اکابرین اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تھے۔
- **مجلس مہاجرین:** یہ مجلس مسجد نبوی میں روزانہ منعقد ہوتی تھی۔

مجلس شوریٰ کے ارکان کے علاوہ عام رعایا کو بھی انتظامی امور میں مداخلت اور احتساب کا حق حاصل تھا۔ حاکم جمہور رعایا کی مرضی سے مقرر کیے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا "لوگو سنو اور اطاعت کرو! ایک بدو نے اٹھ کر کہا کہ "میں تمہاری بات نہ سنتا ہوں نہ مانتا ہوں۔"

آپ نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: یمن سے جو چادریں آئی تھیں، ان میں سے ایک ایک چادر سب کے حصہ میں آئی تھی۔ اس چادر سے تمہاری قمیص نہیں بن سکتی۔ تم نے اس چادر کی قمیص پہنی ہوئی ہے۔ وہ کہاں سے لائی؟"

آپ نے کہا: "اس کا جواب میرا بیٹا عبداللہ دے گا۔" عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: واقعی میرے والد کی قمیص ایک چادر

سے نہیں بنتی تھی۔ میں نے اپنی چادر انہیں دی تھی۔" یہ سن کر بدو نے کہا: "اب میں تمہاری بات سنتا اور مانتا ہوں۔"

آپ ﷛ پہلے خلیفہ ہیں جس نے بلادِ اسلامیہ کو صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا۔ آپ کی خلافت میں ملک آٹھ صوبوں پر تقسیم تھا۔ ان میں والی، میر منشی، کلکٹر، افسر پولیس، صاحب بیت المال اور قاضی بھیجے جاتے تھے۔

آپ ﷛ بڑے جوہر شناس تھے، جس میں قابلیت وصلاحیت دیکھتے' اسی نوعیت کی مناسب ذمہ داری سونپتے اور کسی بھی ذاتی ترجیحات کو شامل نہیں کرتے تھے۔ [فتح الباری زیر حدیث ۷۲۰۷ کتاب الأحکام، السیاسة الشرعية لشيخ الاسلام ابن تيمية ؒ]

عاملین کے لیے راہنما فرامین تحریری طور پر دیے جاتے تھے۔ جن میں اس کی تقرری، اختیارات، اور فرائض کا ذکر ہوتا تھا۔ آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا "یاد رکھو! میں نے تم لوگوں کو امیر اور سخت گیر حاکم مقرر کر کے نہیں بھیجا ہے؛ بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے، کہ لوگ تمہاری پیروی کریں۔ تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو۔ ان کو زدوکوب نہ کرو، کہ وہ ذلیل ہو کر رہ جائیں۔ ان کی بے جا تعریف نہ کرو کہ وہ غلطی میں پڑیں۔ ان کے لیے اپنے دروازے بند نہ رکھو کہ زبردست لوگ کمزوروں کو کھا جائیں۔"

اپنے عاملوں کے مال واسباب کی مفصل فہرست تیار کروا کر محفوظ رکھتے تھے۔ اگر عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی تو اس سے مؤاخذہ کیا جاتا تھا۔ [فتوح البلدان]

تمام عمال کو حکم تھا کہ ہر سال حج کے موسم میں حاضر ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہو کر اعلان کرتے کہ جس کسی کو کسی عامل سے کچھ شکایت ہو تو پیش کرے۔ چنانچہ ان شکایتوں کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ نیز عاملوں کی تحقیقات کے لیے خاص عہدہ قائم کر کے اس کا مسئول حضرت محمد بن مسلمہ کو بنایا تھا۔ [تاریخ طبری]

صیغہ محاصل: آپ ﷛ نے عرب میں خراج کا طریقہ ایجاد کیا۔ ۱۶ ہجری میں عراق کا بندوبست کرنے کے لیے پیمائش کے دو ماہر صحابی حضرت حذیفہ بن یمان ﷛ اور حضرت عثمان بن حنیف ﷛ کو بھیجا۔ ان دونوں صحابہ رسول ﷺ نے باریک تحقیقات اور صحت کے ساتھ پیمائش کی، جس طرح کپڑا ناپا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس سرزمین کا کل رقبہ ۳۷۵×۲۴۰=۹۰۰۰ میل مربع ہے۔ ناقابل کاشت رقبہ کو چھوڑ کر ۳ کروڑ جریب ٹھہری۔ چنانچہ آپ کے عہد مبارک میں صرف عراق سے خراج کی مقدار 10 کروڑ 28 ہزار درہم تک پہنچ گئی تھی۔ اور شام سے ایک کروڑ 40 لاکھ دینار وصول ہوتے تھے۔ [کتاب الخراج، الخطط للمقریزی، معجم البلدان]

ان کے علاوہ قواعد وضوابط عدالت مقرر کیے۔عدل وانصاف کا بول بالا کر دیا۔خلیفہ اور عام شہری کمرہ عدالت میں ایک ہی صف میں بیٹھنے کا عملی ثبوت فراہم کیا۔ ہر جگہ فقہاء، حفاظ قرآن مقرر کیے۔ مستقل بنیادوں پر پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ اس کا نام احداث اور پولیس آفیسران کو صاحب الاحداث کہتے تھے۔جن کی ذمہ داری بازار میں چیکنگ ،سڑکوں کے تجاوزات کا خاتمہ، جانوروں پر زیادہ لوڈ نہ چڑھانے دینا اور علانیہ شراب فروشی سے روکنا وغیرہ تھی۔

آپ نے پبلک ورکس، ڈویلپمنٹ وغیرہ کے کام بھی کیے۔دجلہ سے نہر ابی موسیٰ 9 میل ،نہر معقل، انبار میں نیل وقلزم کو ملا کر نہر امیر المؤمنین ۶۹ میل بنوائے۔۴ ہزار مساجد، چھاؤنیاں، دارالامارہ، قید خانے، سرائے، سڑکیں، چوکیاں اور پلوں کا انتظام کیا۔کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل اور جیزہ شہر آباد کیے۔

بیت المال: آپؓ کی خلافت سے پہلے بیت المال کا وجود نہ تھا۔جو اموال مرکز خلافت میں پہنچتے ،اسی وقت اپنے مصارف میں تقسیم کیے جاتے تھے اور بیت المال قائم کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تھی۔ جب ابوبکرؓ فوت ہوئے تو گورنمنٹ کے مال میں صرف ایک دینار تھا، جو بوقت تقسیم مٹکے سے گرا تھا۔

علامہ عبدالوہاب خلاف لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''امیر المؤمنین عمرؓ کے عہد زریں میں شام، فارس وغیرہ فتح ہوئے تو ذرائع آمدن میں اضافہ ہوا،انہیں زبانی حساب میں رکھنا مشکل ہوا۔خرچ کم، آمدنی زیادہ ہوا تو انہیں محفوظ رکھنے کے لیے بیت المال (خزانہ) قائم کرنے کی ضرورت پڑی۔اور اس کا قیام عمل میں آیا۔[السیاسة الشرعیة ص ۱٤٤]

امام ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ ''دیوان الجیش محرم 20 ھجری میں قائم ہوا۔اور اسے نبی ﷺ کے خاندان سے شروع کیا۔پھر آپ ﷺ سے قربت ومنقبت کے حساب سے ترتیب میں رکھا گیا۔

صیغہ مذہبی: یہ صیغہ اہم ترین شعبہ تھا۔ بلکہ اسلامی فتوحات اور مقاصد بعثت وخلافت ہی دعوت وتبلیغ اسلام ہیں۔چنانچہ آپ نے تمام مفتوحہ ممالک میں ابتدائی مکاتب قائم کیے۔مدرسین کے لیے تنخواہیں مقرر کیں۔

سپاہیانِ اسلام کو حکم تھا کہ اولاً کفار کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔غیر قوموں کو آپ کے عہد مبارک میں اشاعت اسلام کا ایک بڑا ذریعہ اسلام کا سنہرا نمونہ تھا۔کہ لوگ خود بخود عساکر اسلام کے اعلیٰ اقدار کو دیکھ کر اسلام قبول کرتے تھے۔ یزدگرد نے جب خاقانِ چین سے مدد طلبی کے لیے سفیر بھیجا تو اس نے اسلامی فوج کے حالات دریافت کرنے کے بعد کہا:

''ایسی قوم سے مقابلہ کرنا بے فائدہ ہے۔''

مسائل فقہ کی اشاعت کی ۔ آپ خود بھی بالمشافہ مذہبی احکام کی تعلیم وہدایات دیتے تھے، جو کہ کتب حدیث میں جا بجا طور پر موجود ہیں ۔ آپ کے فتاویٰ اور قضایا کو ڈاکٹر رواس قلعہ جی نے ''انسائیکلوپیڈیا فقہ عمرؓ '' کے نام سے ایک ضخیم کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں چراغ جلانے کی ابتداء کی ۔ حضرت علیؓ اس عمل پر یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ عمرؓ کے مرقد کو منوّر کرے، جس طرح اس نے ہماری مسجد کو منور کیا۔''

سکوں پر الحمد لله، محمد رسول الله ، لا إله إلا الله کے کلمات کندہ تھے ۔[مقریزی :النقود الإسلامیة]

جمع قرآن میں غیر معمولی اقدامات کیے ۔ آپ کی دور رس نگاہ کی بدولت دور صدیقی میں قرآن مجید متفرق اوارق ومقامات سے ایک ہی مصحف کی شکل میں یکجا کیا گیا۔ حضرت زید بن ثابتؓ اس وقت تک مصحف میں کسی آیت کو شامل نہ کرتے تھے جب تک وہ آیت وہ کاغذ لانے والا زبانی نہ سناتے اور دو گواہ اس کی قرآنی آیت ہونے پر گواہی نہ دیتے ۔ حالانکہ یہ آیت زیدؓ خود کو یاد تھی اور مشہور کاتبین وحی میں شامل تھے۔

آپؓ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن کریم کو درست پڑھانے کی خاطر ادب اور عربیت کی تعلیم لازمی قرار دی ۔ تا کہ لوگ اعراب کی صحت وغلطی کی تمیز کر سکیں ۔ اور حکم دیا کہ کوئی شخص جو لغت ونحو کا عالم نہ ہو قرآن کریم نہ پڑھائے ۔[کنز العمال]

بیت المال کی حفاظت اور تقویٰ کے نادر نمونے: آپؓ بیت المال اور مسلمانوں کے اجتماعی ومشترکہ اموال میں حد درجہ احتیاط برتتے تھے ۔ اسے ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' ہرگز نہیں سمجھتے تھے ۔ آیئے ہمارے دور کے مالیاتی اداروں کے ارباب کی بدعنوانیوں اور حضرت عمرؓ کی زندگی کے مابین تقابلی جائزہ لیتے ہیں:

- ایک دفعہ غنیمت میں مال آیا۔ حضرت حفصہؓ زوجہ نبی ﷺ آپ کے پاس آکر کہنے لگی: ''امیر المؤمنین اس میں سے میرا حق مجھ کو عنایت کیجئے ، میں ذوی القربیٰ میں سے ہوں ۔'' آپ نے کہا: ''جان پدر! تیرا حق میرے خاص مال میں ہے؛ لیکن یہ تو غنیمت کا مال ہے ۔ تو نے اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہا۔'' وہ بے چاری خفا ہو کر چلی گئیں ۔[مسند أحمد]
- ایک دفعہ بیمار پڑ گئے ۔ طبیب نے علاج میں شہد تجویز کیا۔ مسجد میں جا کر لوگوں سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں ۔[کنز العمال]
- جس سال قحط پڑی، آپؓ کی حالت دیدنی ہوگئی ۔ گوشت ، گھی، مچھلی غرضیکہ کوئی لذیذ چیز نہ کھائی ۔'' نہایت

خضوع سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! محمد ﷺ کی امت کو میری شامتِ اعمال سے تباہ نہ کرنا۔"

ایک دفعہ بھوک سے پیٹ میں آوازیں اٹھنے لگیں تو اسے مخاطب کر کے فرمایا: " **قرقري أو لا تقرقري فإنك لا تأكلينَ حتى تأكُلَ أمةُ محمدٍ** ﷺ" اے پیٹ! تو آواز نکال یا مت نکال تو اس وقت تک نہیں کھا سکتی جب تک محمد ﷺ کی امت نہ کھائے۔"

اولیات حضرت عمرؓ: آپؓ کے بہت سے اولیات ہیں۔ جن میں سے کچھ نمونے درج ذیل ہیں:

بیت المال کا قیام، عدالتوں اور قاضیوں کی تقرری، سن ہجری کا باقاعدہ آغاز، فوجی دفتر کی ترتیب، پیائش اراضی اور مردم شماری، نہروں اور شہروں کی تعمیر، ملک کی صوبوں میں تقسیم، محکمہ پولیس اور جیل خانہ جات کا قیام، مسافروں کے لیے سرایوں کی تعمیر، ائمہ مساجد اور معلمینِ مدارس کے لیے تنخواہ کی تقرری وغیرہ شامل ہیں۔

فن تقریر و خطابت میں ناموری: آپؓ میں تقریر و خطابت کا زبردست ملکہ تھا۔ اسی لیے عہد جاہلیت میں آپ منصب سفارت پر فائز تھے۔ اس منصب پر وہی لوگ فائز ہو سکتے ہیں جو سخنور، فصیح و بلیغ اور خطیب ہوں۔ ہر ایک اس نازک اور اہم منصب کو نبھا نہیں سکتا۔ آپ کی خطابت کا کچھ ذخیرہ احادیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی پہلا خطبہ، مقام جابیہ (دمشق) کا خطبہ، ۲۳ ھجری میں حج سے واپسی پر مدینہ میں دیا ہوا خطبہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو قضاء و افتاء کے بارے میں لکھی ہوئی تحریری دستاویز فصاحت و بلاغت کا شاہکار سمجھا جاتا ہے۔

حکیمانہ مقولے: [۱] جو شخص راز چھپاتا ہے، وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ [۲] عاقل وہ شخص ہے جو اپنے افعال کی اچھی طرح تاویل کر سکتا ہے۔ [۳] آج کا کام کل پر مت چھوڑ۔ [۴] جو شخص برائی سے واقف نہیں وہ اس میں مبتلا ہوگا۔ [۵] اللہ تعالیٰ اس کا بھلا کرے جو میرے عیوب مجھے تحفے میں بھیجتا ہے۔ [۶] کسی کی شہرت کا آوازہ سن کر دھوکے میں مت آو۔ [۷] احمق کی دوستی سے بچو، وہ بسا اوقات تم کو نفع پہنچانا چاہے گا مگر نقصان پہنچائے گا۔

موافقاتِ حضرت عمرؓ: آپ کی کئی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آیتیں نازل فرمائیں۔ اسیران بدر کے قتل، ازواجِ مطہرات کے لیے پردے، ازواجِ مطہرات کے لیے طلاق ملنے کا امکان، 24 گھنٹے میں تین مواقع پر اجازت لینے، مقام ابراہیم علیہ السلام کو مصلّٰی بنانے کی تجویز وغیرہ موافقات عمرؓ کی بہترین مثالیں ہیں۔

اہل مجلس: آپ کی مجلس میں علماء اور قرآن کریم کے ماہرین براجمان ہوتے، چاہے کہ چھوٹے ہوں جیسے عبداللہ

بن عباس ؓ یا بڑے، جیسے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ اور حُر بن قیس فزاری ؓ وغیرہ اور خوب علمی بحث ہوتی تھی۔ علماء کی قدردانی کرتے، حوصلہ بڑھاتے، اہل حاجت کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ روم، شام، فارس، عراق وغیرہ کا فاتح، سربراہ مملکت، سادگی کا مرقع تھے۔ بدن پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ پاؤں میں ایڑھی بیٹھی ہوئی جوتی ہوتی۔ کاندھے پر مشک ہوتے جسے بیوہ عورتوں کے گھروں میں پہنچاتے۔ فرشِ خاک پر سوتے، ایثار وقربانی کو خوب پسند کرتے، قانون کی بالادستی پر یقین رکھتے، عدل وانصاف آپ کا ساتھی ہوتا۔

آپ ؓ نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ ''عیش پسندی اور اہل عجم کا لباس اختیار نہ کرنا، دھوپ نہ چھوڑنا، محنت کشی اپنائے رکھنا، کھردرے اور چوبی بستروں کی عادت قائم رکھنا، موٹے پرانے کپڑوں پر گزارہ کرنا، نیزے بھالے رکھنا نہ بھولنا، گھوڑوں پر جست لگا کر بیٹھنا اور تیراندازی، نشانہ بازی کرتے رہنا۔'' [شرح السنة برواية أبي عثمان النهدي]

فہم وفراست میں خوب حصہ ملا ہوا تھا۔

✿ ایک مرتبہ ابوصفرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ساتھ ان کے دس فرزند بھی موجود تھے۔ آپ نے ان لڑکوں کو غور سے دیکھا اور سب سے چھوٹے لڑکے مہلب کو دیکھ کر کہا کہ ''ابوصفرہ! تمہارا یہ لڑکا سردار ہوگا۔ یہ اپنے اندر جوہر قابل رکھتا ہے۔'' وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ مہلب مشاہیر اسلام میں شمار ہونے لگا۔

✿ ایک دفعہ رازدانِ رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ ؓ سے پوچھا کہ میرے عمال میں کوئی منافق ہے؟ اس نے کہا: ہاں ایک ہے، مگر نام نہیں بتایا۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ آپ نے اس عامل کو معزول کردیا۔ [شهيد المحراب ص ٢٤٠]

✿ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ اور اس کے مابین یہ مکالمہ ہوا:

عمر ؓ: نام کیا ہے؟ وہ بولا: شہاب (آگ کی چمک) عمر ؓ: باپ کا نام کیا ہے؟ بولا: جمرہ (انگارا)

پوچھا: کس قبیلے سے ہو؟ بولا: حرقہ (گرمی) پوچھا: کس شاخ سے ہو؟ جواب: بنی ضرام سے (جلن)

پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ جواب: حرۃ النار (آتشیں گرمی)

پوچھا: اہل وعیال کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ جواب: لظی (تپیدہ) کے مقام پر

آپ ؓ نے یہ سب سن کر کہا: مجھے ڈر ہے کہ تمہارے اہل وعیال جل بھن نہ جائیں۔ وہ شخص جب واپس گیا تو اس کے اہل وعیال کے آس پاس چھونپڑیوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ جس سے وہ مشکل سے جان بچا کر نکل سکے۔